حافظ زبیر علی زئی

مردوعورت کی نماز میں فرق اور آلِ تقلید

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين ، أما بعد:

آلِ تقلید کا ''مردوعورت کی نماز میں فرق '' کے سلسلے میں دعوی ہے کہ:

'' (۱)عورت تکبیرہ تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ شانوں تک اٹھائے (۲)اپنے ہاتھ آستینوں سے باہر نہ نکالے (۳) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ دے (۴) ہاتھ پستانوں کے نیچے چھاتی پر باندھے (۵) رکوع میں تھوڑا سا جھکے (۶) رکوع میں ہاتھوں پر سہارا نہ دے (۷) رکوع میں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ نہ رکھے بلکہ انہیں ملالے (۸) رکوع میں اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لے(گھٹنے پکڑے مت)(۹) رکوع میں گھٹنوں کو کچھ خم دیدے (۱۰) رکوع میں سمٹ جائے (۱۱) سجدہ میں بھی جسم کو اکٹھا کر کے سمٹ جائے (۱۲) سجدہ میں کہنیوں سمیت بازو زمین پر بچھا دے (۱۳) قعدہ میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بائیں کولہے پر بیٹھے (۱۴) قعدہ میں انگلیاں رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں تک پہنچیں اور انگلیاں ملالے ''

(روزنامہ اسلام، خواتین کا اسلام: ۳۱، ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۳ء ص۴ مضمون : مردوعورت کی نماز کا فرق ، ازقلم مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی[دیوبندی])

ان فروقِ تقلیدیہ کے مقابلے میں اہل الحدیث کا دعوی یہ ہے کہ:

درج بالا فروق میں سے ایک فرق بھی عورتوں کی تخصیص کے ساتھ قرآن ، حدیث اور اجماع سے ثابت نہیں ہے ، لہٰذا حدیث'' صلوا كما رأيتموني أصلي '' نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو، کی رو سے عورتوں کو بھی اسی طرح نماز پڑھنی چاہیے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔

اہل الحدیث کو آلِ تقلید سے یہ شکایت ہے کہ یہ لوگ ضعیف ومردود روایتیں اور موضوع سے غیر متعلقہ دلائل پیش کر کے عام مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد قاری چن محمد دیوبندی اور قاری نصیر احمد دیوبندی کے چار صفحاتی مضمون ''مردوعورت کی نماز میں فرق'' کا جائزہ پیش خدمت ہے۔ مردوعورت کے طریقہِ نماز میں فرق کے سلسلے میں دوسرے لوگوں کے شبہات کے جوابات بھی، ہمارے اس مضمون میں دے دیئے گئے ہیں۔ والحمدللہ

قاری چن صاحب (۱):'' وعن وائل بن حجر قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا

وائل بن حجر إذا صليت فاجعل يديک حذاء أذنيک والمرأة [تجعل] حذاء ثد ييها "

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا طریقہ سکھلایا تو فرمایا کہ اے وائل بن حجرؓ جب تم نماز شروع کرو تو اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ چھاتیوں تک اُٹھائے ۔مجمع الزوائد صفحہ 2/103 "(ص ۱)

الجواب:

اس حدیث کے بارے میں حافظ نورالدین الھیثمی رحمہ اللہ اپنی کتاب مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں کہ:

" رواه الطبراني في حديث طويل فی منا قب وائل من طريق ميمونة بنت حجر عن عمتها أم يحي بنت عبد الجبا رولم أعرفها وبقية رجا له ثقات "

اسے طبرانی نے مناقب وائل (رضی اللہ عنہ) سے میمونہ بنت حجر سے، انہوں نے اپنی پھوپھی ام یحیی بنت عبدالجبار سے لمبی حدیث میں روایت کیا ہے۔ام یحیی کو میں نہیں جانتا اور اس (سند) کے باقی راوی ثقہ ہیں۔(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۳)

معلوم ہوا کہ صاحب مجمع الزوائد نے اس روایت کی سند پر جرح کر رکھی ہے جسے دیوبندیوں کے "مناظر" اور "قراء" کی صف میں شامل قاری چن صاحب اینڈ پارٹی نے چھپالیا ہے۔کیا انصاف وامانت اسی کا نام ہے؟

لطیفہ: حیاتی دیوبندیوں کے مناظر، ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب نے ام یحیی کی اسی روایت کو بطور حجت پیش کیا ہے۔ دیکھئے مجموعہ رسائل (جلد ۲ ص ۹۴ طبع جون ۱۹۹۳ء)

جبکہ اپنی مرضی کے مخالف ایک حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ: "اور ام یحیی مجہولہ ہیں" (مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۳۴۶، نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا ص ۱۰)

ایک ہی راویہ اگر مرضی کے خلاف روایت میں ہو تو مجہولہ بن جاتی ہے اور دوسری جگہ اسی کی روایت سے حجت پکڑی جاتی ہے۔سبحان اللہ! کیا دیوبندی انصاف ہے!!

تنبیہ: مجمع الزوائد والی روایت مذکورہ المعجم الکبیر للطبرانی (ج ۲۲ ص ۱۹، ۲۰ ح ۲۸) میں ام یحیی کی سند سے موجود ہے اور اسی کتاب سے "حدیث اور اہل حدیث" کے مصنف نے اسے نقل کر رکھا ہے۔(ص ۴۷۹)

تنبیہ: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منسوب یہ غیر ثابت روایت محمد ظفرالدین قادری رضوی بریلوی (متوفی ۱۹۶۲ء) نے اپنی وضع کردہ کتاب "صحیح البہاری" (ص ۳۸۳) میں نقل کی ہے۔

معلوم ہوا کہ صحیح البخاری کے مقابلے میں لکھی گئی بریلوی کتاب "صحیح البہاری" (!) اپنے دامن میں ضعیف ومردود روایات بھی جمع کئے ہوئے ہے۔یہ لوگ کس دھڑلے سے ضعیف ومردود روایات کو صحیح باور کرانا چاہتے ہیں۔کیا انہیں روزِ جزا کی پکڑ کا کوئی ڈر نہیں ہے؟

قاری چن صاحب (۲):

''امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت عطاء تابعیؒ کا فتوی نقل کیا کہ عورت نماز میں اپنی چھاتیوں تک ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا ایسے نہ اُٹھائے جس طرح مرد اُٹھاتے ہیں اور آخر میں فرمایا نماز میں عورت.....مردوں کی طرح نہیں ہے۔مصنف لابی بکر بن ابی شیبہ صفحہ 1/ 239''

الجواب:

مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۲۳۹ ح ۲۴۷۴) کی روایت مذکورہ کے آخر میں ہے کہ عطاء بن ابی رباح تابعی رحمہ اللہ نے فرمایا: **إنّ للمرأة هيئة ليست للرجل وإن تركت ذلك فلا حرج''**

بے شک عورت کی ہیئت (حالت) مرد کی طرح نہیں ہے اور اگر وہ عورت اسے ترک کردے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۹)

معلوم ہوا کہ عطاء رحمہ اللہ کے نزدیک اگر عورت، چھاتی تک ہاتھ اُٹھانا ترک کر کے مردوں کی طرح نماز پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس آخری جملے کو قاری چن صاحب اور ''حدیث اور اہل حدیث'' کے مصنف نے (الحدیث کہہ کر) اس لئے چھپالیا ہے کہ اس جملے سے اُن کے مزعوم مذہب کی بنیاد ہی ختم ہوجاتی ہے۔ جب اس میں حرج کوئی نہیں ہے تو پھر دیوبندی و بریلوی حضرات کیوں شور مچارہے ہیں کہ مرد کانوں تک اور عورتیں چھاتیوں تک ہاتھ اُٹھائیں؟

آلِ تقلید کے بزعم خود دعوی میں قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہاد ابی حنیفہ حجت ہے۔امام عطاء تابعی رحمہ اللہ کا قول کہاں سے ان کی حجت بن گیا؟

جناب ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ:

'' فإن قول التابعي لاحجة فيه '' [بے شک تابعی کے قول میں کوئی حجت نہیں ہے۔]

(اعلاء السنن ج ۱ ص ۲۴۹)

دیوبندیوں کی ایک پسندیدہ کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا:

''اگر صحابہ کے آثار ہوں اور مختلف ہوں تو انتخاب کرتا ہوں اور اگر تابعین کی بات ہوتو ان کی مزاحمت کرتا ہوں یعنی ان کی طرح میں بھی اجتہاد کرتا ہوں'' (تذکرۃ النعمان ترجمہ عقود الجمان ص ۲۴۱)

اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

اول: امام صاحب تابعین کے اقوال و افعال کو حجت تسلیم نہیں کرتے تھے۔

دوم: امام صاحب تابعین میں سے نہیں ہیں۔اگر وہ تابعین میں سے ہوتے تو پھر تابعین کا علیحدہ ذکر کرنے کی (بغیر قرینہ صارفہ کے) کیا ضرورت تھی؟

اب امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے چند مسائل پیش خدمت ہیں جنہیں آلِ تقلید بالکل نہیں مانتے۔

۱: عطاء بن ابی رباح رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، دیکھئے جزء رفع الیدین (ح ۶۲ وسندہ حسن)

۲: عطاءفرماتے ہیں کہ:

" أما أنا فأقرأمع ا لإمام فی الظهرو العصر بأم القرآن وسورة قصيرة "

میں ظہراورعصر میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ اورایک چھوٹی سورت پڑھتا ہوں۔

(مصنف عبدالرزاق ۱۳۳/۲ ح ۲۷۸۶ وسندہ صحیح، ابن جریج صرح بالسماع)

۳: عطاءفرماتے ہیں کہ: " المسح علی الجوربین بمنزلة المسح علی الخفين "

جرابوں پرمسح اسی طرح (جائز) ہے جس طرح موزوں پرمسح (جائز) ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۹/۱ ح ۱۹۹۱)

۴: عطاء سے پوچھا گیا کہ اگرآپ غسل کے دوران (یعنی آخرمیں) اپنے ذکرکو ہاتھ لگادیں تو کیا کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: " إذاً أعود بوضوء " میں تو دوبارہ وضوکروں گا۔(مصنف عبدالرزاق ۱۱۶/۱ ح ۴۲۰ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث کی مخالفت کے ساتھ ساتھ آلِ تقلید حضرات امام عطاء ودیگر تابعین وصحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اقوال وافعال کے بھی مخالف ہیں۔

قاری چن صاحب (۳):''حضرت علامہ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی فرماتے ہیں:

"واما فی حق النساء فاتفقوا علی ان السنة لهن وضع اليدين علی الصدر... عورتوں کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ ان کے لئے سنت سینے پر ہاتھ باندھنا ہے نماز میں۔السعایہ صفحہ 2/ 156''

الجواب:

عبدالحیٔ لکھنوی تقلیدی کے قول ''سب کا اتفاق'' سے مرادسب دیوبندیوں وبریلویوں وحنفیوں کا اتفاق ہے، پوری امت کا اتفاق مرادنہیں۔

عبدالرحمٰن الجزیری صاحب لکھتے ہیں کہ:

"الحنابلة –قالوا :السنة للرجل والمرأة أن يضع باطن يده اليمنیٰ علی ظهريده اليسری ويجعلهماتحت سُرته"

حنبلی حضرات کہتے ہیں کہ مردوعورت (دونوں) کے لئے سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کا باطن بائیں ہاتھ کی پشت پراور ناف کے نیچے رکھا جائے۔(کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعہ ج ۱ ص ۲۵۱ طبع بیروت، لبنان)

یادرہے کہ عبدالحیٔ لکھنوی جیسے تقلیدی مولویوں کا قول وفعل، اہل حدیث کے خلاف پیش کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جوکتاب وسنت واجماع سے محروم اورتہی دامن ہیں۔

قاری چن صاحب (۴):''عن أبي يزيد بن أبي حبيب ان رسول الله صلی الله عليه وسلم مرعلی امراتين تصليٰن فقال [إذا] سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فإن المرأة فی ذلک ليست کالرجل،

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوعورتیں کے پاس سے گزرے جونماز پڑھ رہی تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹا دو اس لئے کہ اس میں عورت مرد کی مانند نہیں ہے۔(بیہقی صفحہ 2/ 223،اعلاء السنن صفحہ 3/ 19)

الجواب:

امام بیہقی نے روایت مذکورہ کو امام ابوداود کی کتاب المراسیل (ح ۸۷) سے نقل کرنے سے پہلے اسے ''حدیث منقطع'' یعنی منقطع حدیث لکھا ہے۔(السنن الکبریٰ ۲/ ۲۲۳)

منقطع حدیث کے بارے میں اصول حدیث کی ایک جدید کتاب میں لکھا ہے کہ:

''المنقطع ضعیف بالإ تفاق بین العلماء وذلک للجهل بحال الراوي المحذ وف''

علماء کا اتفاق ہے کہ منقطع روایت ضعیف ہوتی ہے، یہ اس لئے کے کہ اس کا محذوف راوی مجہول ہوتا ہے۔

(تیسیر مصطلح الحدیث ص ۷۸،المنقطع)

تنبیہ: کتاب المراسیل لابی داود (ح ۳۳) میں آیا ہے کہ طاؤس (تابعی) فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔(ص ۸۹)

آلِ تقلید کو اس منقطع حدیث سے چڑ ہے۔ یہ لوگ اس حدیث پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں پھر بھی اہل حدیث کے خلاف کتاب المراسیل کی منقطع روایت سے استدلال کر رہے ہیں! سبحان اللہ!

قاری چمن صاحب (۵): ''عن ابن عمر مرفوعاً اذا جلست المرأة فی الصلوة وضعت فخذها علی فخذها الأخری فاذا سجدت الصقت بطنها فی فخذیها کا سترما یکون لها وان الله تعالیٰ ینظر الیها ویقول یا ملائکتی اشهدکم انی قد غفرت لها.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت نماز میں بیٹھے تو دائیاں ران بائیں ران پر رکھے اور جب سجدہ (کرے) تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ملائے جو زیادہ ستر کی حالت ہے اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر فرماتے ہیں اے (فرشتو) گواہ ہو جاؤ میں نے اس عورت کے بخش دیا۔ بیھقی صفحہ 2/ 223''

الجواب:

اس روایت کے ایک راوی ابومطیع الحکم بن عبداللہ البلخی کے بارے میں السنن الکبریٰ للبیھقی کے اسی صفحے پر لکھا ہوا ہے کہ:

'' قال أبو أحمد : أبو مطیع بین الضعف فی أحا دیثه '' إلخ

(امام) ابواحمد (بن عدی) نے فرمایا: ابومطیع کا اپنی حدیثوں میں ضعیف ہونا واضح ہے۔۔الخ

اسے امام یحیی بن معین وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس پر جمہور محدثین کی جرح کے لئے لسان المیزان (۲/ ۳۳۴-۳۳۶) پڑھ لیں۔

اس روایت کے دوسرے راوی محمد بن القاسم البلخی کا ذکر حلال نہیں ہے۔ دیکھئے لسان المیزان (۵/ ۳۴۷ ت ۷۹۹۷)

اس کے تیسرے راوی عبید بن محمد السرخی کے حالات نامعلوم ہیں۔

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت موضوع ہے۔خود امام بیہقی نے اسے اور آنے والی حدیث (۹) کو ''**حدیثان ضعیفان لایحتج بأمثالها**'' قرار دیا ہے۔(السنن الکبریٰ ۲/۲۲۲)

تنبیہ : یہ روایت کنز العمال (۷/۵۴۹ ح ۲۰۲۰۳) میں بحوالہ بیہقی وابن عدی (الکامل ۲/۵۰۱) منقول ہے (کنز العمال میں لکھا ہوا ہے کہ : **عدق و ضعفه عن ابن عمر**) بعض الناس نے کان کو اُلٹی طرف سے پکڑتے ہوئے اسے بحوالہ کنز العمال نقل کیا ہے۔(حدیث اور اہل حدیث ص ۴۸۱ نمبر ۵)!

قاری چن صاحب (٦):'' عن إبن عمر أنه سئل كيف كان النساء يصلين على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ قال: كن يتربصن ثم أمر ن أن يحتفزن ''

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں خواتین نماز کس طرح پڑھا کرتی تھیں ۔تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے چار زانوں ہو کر بیٹھتی تھیں ۔ پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر نماز ادا کریں۔ (جامع المسانید صفحہ 400/1)

الجواب:

ابو المؤید محمد بن محمود الخوارزمی (متوفی ٦٦۵ھ/غیر موثق) کی کتاب ''جامع المسانید'' میں اس روایت کے بعض راویوں کا جائزہ درج ذیل ہے۔

۱: ابراہیم بن مہدی کا تعین نامعلوم ہے۔تقریب میں اس نام کے دو راوی ہیں ۔ان میں دوسرا مجروح ہے۔قال الحافظ ابن حجر:'' **البصري، كذبوه**'' یہ بصری ہے اسے (محدثین نے) جھوٹا کہا ہے۔(التقریب:۲۵۷)

۲: زر بن نجیح البصری کے حالات نہیں ملے۔

۳: احمد بن محمد بن خالد کے حالات نہیں ملے۔

۴: علی بن محمد البزاز کے حالات نہیں ملے۔

۵: قاضی عمر بن الحسن بن علی الاشنانی مختلف فیہ راوی ہے۔اس کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ:'' **وكان يكذب** '' اور وہ جھوٹ بولتا تھا۔(سوالات الحاکم للدارقطنی :۲۵۲ ص ۱٦۴)

حسن بن محمد الخلال نے کہا:'' **ضعيف تكلموا فيه**'' (تاریخ بغداد ۱۱/۲۳۸) ذہبی نے اس پر جرح کی۔

ابو علی الہروی اور ابو علی الحافظ نے اس کی توثیق کی۔(تاریخ بغداد ۱۱/۲۳۸)

ابن الجوزی نے اس پر سخت جرح کی (الموضوعات ۳/۲۸۰) برھان الدین الحلبی نے اسے واضعین حدیث میں ذکر کیا اور کوئی دفاع نہیں کیا (دیکھئے الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث ص ۳۱۱، ۳۱۲ ت ۵۴۱)

ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد :ضعیف،معتزلی گمراہ نے اس کی تعریف کی۔خطیب بغدادی نے بھی اس کی تعریف کی۔

خلاصۃ التحقیق: قاضی اشنانی ضعیف عند الجمھور ہے۔

تنبیہ: قاضی اشنانی تک سند میں بھی نظر ہے۔

۶: دوسری سند میں عبداللہ بن احمد بن خالد الرازی، زکریا بن یحیی النیسابوری اور قبیصہ الطبر ی نامعلوم راوی ہیں۔ اور ابو محمد البخاری (عبداللہ بن محمد بن یعقوب) کذاب راوی ہے۔ دیکھئے الکشف الحثیث ص (۲۴۸) وکتاب القرأۃ للبیہقی (ص ۱۵۴) ولسان المیزان (۳۴۸/۳، ۳۴۹) ونور العینین فی اثبات رفع الیدین (ص ۴۰، ۴۱)

معلوم ہوا کہ قاری صاحبان اینڈ پارٹی کی پیش کردہ یہ روایت موضوع ہے۔ امام ابوحنیفہ سے یہ روایات ثابت ہی نہیں ہے۔ اس کے باوجود یہ لوگ مزے لے لے کر یہ موضوع روایت پیش کررہے ہیں!

قاری چمن صاحب (۷): ''خلیفہ راشد حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ: **إذا سجدت المرأة فلتحتفز ولتضم فخذيها،**

ترجمہ: جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر سجدہ کرے اور اپنی رانوں کو ملائے۔ بیہقی صفحہ 2/ 223 مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 1/ 270''

الجواب:

السنن الکبری للبیہقی (ج۲ ص۲۲۲) ور مصنف ابن ابی شیبہ (۲۷۰/۱ ح ۲۷۷۷) دونوں کتابوں میں یہ روایت ''**عن أبي إسحاق عن الحارث عن علي**'' کی سند سے ہے۔

الحارث الاعور جمہور محدثین کے نزدیک سخت مجروح راوی ہے۔ زیلعی حنفی نے کہا: ''**لا يحتج به**'' اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی (نصب الرایہ ۴۲۶/۲) زیلعی نے مزید کہا: ''**كذبه الشعبي و ابن المديني**'' إلخ

اسے شعبی اور ابن المدینی نے کذاب کہا ہے۔ (نصب الرایہ ۳/۲)

اس سند کے دوسرے راوی ابو اسحاق السبیعی مدلس ہیں (طبقات المدلسین لابن حجر، المرتبۃ الثالثہ ۳/۹۱) اور یہ روایت معنعن ہے۔

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت مردود ہے۔

قاری چمن صاحب (۸): ''**عن ابن عباس انه سئل عن صلوة المرأة فقال: تجمع وتحتفز**''

حضرت ابن عباس سے عورت کی نماز کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: خوب اکٹھی ہو کر اور سمٹ کر نماز پڑھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 1/ 270''

الجواب: یہ روایت بکیر بن عبداللہ بن الاشج نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنھما سے بیان کی ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۲۷۰/۱ ح ۲۷۷۸)

بکیر کی سیدنا ابن عباس سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ: ''**لم يثبت سماعه من عبد الله بن الحارث بن جزء وإنما روايته عن التابعين**''

عبداللہ بن حارث بن جزء (رضی اللہ عنہ متوفی ۸۸ھ) سے اس کا سماع ثابت نہیں ہے۔اس کی روایت تو صرف تابعین سے ہے۔(تہذیب التہذیب ج اص ۴۹۳، دوسرا نسخہ ص ۴۳۲)

یادرہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ۶۸ھ میں طائف میں فوت ہوئے تھے۔جب ۸۸ھ میں فوت ہونے والے صحابی سے ملاقات ثابت نہیں تو ۶۸ھ میں فوت ہونے والے سے کس طرح ثابت ہو سکتی ہے؟

نتیجہ: یہ سند منقطع (یعنی ضعیف ومردود) ہے۔سخت حیرت ہے کہ دیوبندیوں اور بریلویوں کے پاس اتنی ضعیف ومردود روایات کس طرح جمع ہوگئی ہیں؟ غالباً ان لوگوں کو بہت محنت کرنا پڑی ہوگی، واللہ اعلم!

قاری چن صاحب (۹): ''حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھا کریں اور عورتوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ سمٹ کر بیٹھیں۔بیہقی صفحہ 2/ 223''

الجواب:

اس روایت کا ایک راوی عطاء بن عجلان ہے جس کے بارے میں امام بیہقی فرماتے ہیں کہ: ''**عطاء بن عجلان ضعیف**'' عطاء بن عجلان ضعیف ہے۔(السنن الکبری ۲/۲۲۳)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ: ''**متروک بل أطلق علیه ابن معین والفلاس وغیرهما الکذب**''

یہ متروک ہے بلکہ ابن معین اور الفلاس وغیرہما نے مطلق طور پر اسے کذاب قرار دیا ہے۔(التقریب: ۴۵۹۴)

اس روایت اور سابقہ روایت (۵) کے بارے میں امام بیہقی فرماتے ہیں کہ:

یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں، ان جیسی روایتوں سے حجت نہیں پکڑی جاتی (السنن الکبری ۲/۲۲۲)

نتیجہ: یہ روایت مردود وموضوع ہے۔

تنبیہ: ان مردود روایات کے بعد قاری چن محمد صاحب وغیرہ نے دو روایتیں پیش کی ہیں کہ (۱) عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے نہیں، اسی طرح جب تک عورت کے قدموں کا اوپر والا حصہ ڈھانپا ہوا نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی (۲) تمہارا (یعنی عورتوں کا) گھروں کے اندر نماز پڑھنا برآمدے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔الخ

عرض ہے کہ ان روایتوں کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ عورت سینے پر ہاتھ رکھے اور مرد ناف کے نیچے، عورت بازو زمین پر بچھا دے جب کہ مرد نہ بچھائیں، وغیرہ وغیرہ، موضوع سے غیر متعلقہ دلائل پیش کرنا ان لوگوں کا کام ہے جن کے پاس سرے سے دلائل نہیں ہوتے۔

قاری صاحبان نے لکھا ہے کہ ''تمام فقہائے کرام ومحدثین ان تمام فرقوں کو ملحوظ رکھتے ہیں (ص ۴) عرض ہے کہ کیا حنابلہ، تمام فقہائے کرام سے خارج ہیں؟ تیسری روایت کا جواب دوبارہ پڑھ لیں۔

قاری صاحبان اینڈ پارٹی نے اہل حدیث کے خلاف فتاوی غزنویہ وفتاوی علماء اہل حدیث (۳/۱۴۸) کا حوالہ بطور الزام پیش کیا ہے۔عرض ہے کہ فتاوی علمائے حدیث کی تقریباً ہر جلد کے شروع میں لکھا ہوا ہے کہ:

''یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ مسلک اہلحدیث کا بنیادی اصول صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے ۔ رائے ، قیاس ، اجتہاد اور اجماع یہ سب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہیں ۔۔۔اصول کی بنا پر اہل حدیث کے نزدیک ہر ذی شعور مسلمان کو حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاوی ، ان کے خیالات کو کتاب وسنت پر پیش کرے جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے ، ورنہ ترک کرے'' (ج ا ص ٦)

اس اصول کی روشنی میں جب فتاوی مذکورہ کو کتاب وسنت پر پیش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ فتوے صحیح حدیث ''صلوا کما رأیتموني أصلي'' نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔(صحیح البخاری:٦٣١) کے خلاف ہونے کی وجہ سے متروک ہیں۔

اہل حدیث کے ایک مشہور عالم اور مصنف حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ایک شخص عبد الرؤف سکھروی (دیوبندی) کو جواب دیتے ہوتے لکھتے ہیں:

''اس لئے مولانا غزنوی کا یہ فتوی بھی ہمارے نزدیک اسی طرح غلط ہے جس طرح آپ کی ساری کتاب غلط ، بلکہ اغلوطات کا مجموعہ ہے۔یہی وجہ کہ علمائے اہلحدیث میں کسی نے مولانا غزنوی کی تائید نہیں کی۔''

(کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟ص 57)

معلوم ہوا کہ غزنوی صاحب کا فتوی ، اہلحدیث کے نزدیک مفتی بھا نہیں ہے۔جب ہم ان لوگوں کے خلاف غیر مفتی بھا مسائل پیش نہیں کرتے تو یہ لوگ کیوں ہمارے خلاف غیر مفتی بھا مسائل پیش کرتے ہیں؟

نتیجہ: قاری چن محمد صاحب اینڈ پارٹی ایسی ایک دلیل بھی پیش نہیں کر سکے ہیں جس سے عورتوں کا طریقہ نماز (مثلاً عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا اور مردوں کا ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا ، وغیرہ) مردوں سے مختلف ہو۔دلائل کے میدان میں تہی دامن ہونے کے باوجود یہ شور مچا رہے ہیں کہ:'' بلکہ خواتین کا طریقہ نماز مردوں کے طریقے سے جدا ہونا بہت سی احادیث اور آثار صحابہ وتابعین سے ثابت ہے'' (ص ا)

قاری صاحبان کے مستدلات کی تحقیق کے بعد صاحب ''حدیث اور اہل حدیث'' کے شبہات کا جواب پیش خدمت ہے۔

بعض الناس (ا):''عن عبد ربه بن سليمان بن عمير قال : رأيت أم الدرداء ترفع يديها في الصلوة حذو منكبيها (جزورفع الیدین للإمام البخاری ص ٧)

حضرت عبد ربہ بن سلیمان بن عمیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتی ہیں'' (حدیث اور اہلحدیث ص ٤٧٩ نمبر ٢)

الجواب:

اہلحدیث کے نزدیک کندھوں تک رفع یدین کرنا بھی صحیح ہے۔اور کانوں تک بھی صحیح ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ثابت ہے کہ آپ نے کانوں تک رفع یدین کیا ہے۔(صحیح مسلم:۳۹۱)اور آپ کندھوں تک بھی رفع یدین کرتے تھے(صحیح البخاری:۷۳۶وصحیح مسلم:۳۹۰)
یہاں پر بطورِ تنبیہ عرض ہے کہ جزء رفع الیدین کی اسی روایت (ح ۲۴) کے فوراً بعد اسی سند کے ساتھ آیا ہے کہ ام الدرداء رضی اللہ عنہا رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی رفع یدین کرتی تھیں۔(ح ۲۵ وسندہ حسن)
اس بات کو صاحبِ ''حدیث اور اہلحدیث'' نے چھپا لیا ہے۔ چھپانے کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو رفع یدین سے ایک خاص قسم کی چڑ ہے۔
بعض الناس (۲): ''حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے چپکا لے اور اپنے سرین کو اوپر نہ اٹھائے اور اعضاء کو اس طرح دور نہ رکھے جیسے مرد رکھتا ہے۔''(حدیث اور اہلحدیث ص ۴۸۲ نمبر ۸، بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۰/۱ والبیہقی ۲۲۲/۲)
الجواب:
حدیث نمبر ۲ کے جواب میں ذکر کر دیا گیا ہے کہ دیوبندیوں (آل تقلید) وغیرہ کے نزدیک تابعی کے قول میں کوئی حجت نہیں ہے۔ اپنے اس عقیدے کے خلاف یہ لوگ پتہ نہیں کیوں ایک تابعی کا قول پیش کر رہے ہیں؟
اب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے چند وہ اقوال پیشِ خدمت ہیں، جن کے آلِ تقلید سراسر مخالف ہیں۔
۱: ابراہیم نخعی جرابوں پر مسح کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۸/۱ ح ۱۹۷۷ وسندہ صحیح)
۲: وضوء کی حالت میں ابراہیم نخعی اپنی بیوی کا بوسہ نہ لینے کے قائل تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ۴۵/۱ ح ۵۰۰ وسندہ صحیح)
یعنی ان کے نزدیک اپنی بیوی کا بوسہ لینے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۴۶/۱ ح ۵۰۷)
۳: ابراہیم نخعی رکوع میں تطبیق کرتے یعنی اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں کے درمیان رکھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۴۶/۱ ح ۲۵۴۰ ملخصاً وسندہ صحیح، الاعمش صرح بالسماع)
ابراہیم نخعی کے دیگر مسائل کے لیے دیکھئے مولانا محمد رئیس ندوی کی کتاب ''اللمحات الی ما فی انوار الباری من الظلمات'' (ج ۱ ص ۴۱۴۔۴۲۰)
تنبیہ: ابراہیم نخعی نے فرمایا: '' **تقعد المرأة فی الصلوة کما یقعد الرجل** ''
عورت نماز میں اس طرح بیٹھے گی جس طرح مرد بیٹھتا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۰/۱ ح ۲۷۸۸، وسندہ صحیح) اس قول کے بارے میں کیا خیال ہے؟
بعض الناس (۳): ''حضرت مجاہدؒ اس بات کو مکروہ جانتے تھے کہ مرد جب سجدہ کرے تو اپنی پیٹ کو رانوں پر رکھے جیسا کہ عورت رکھتی ہے''(حدیث اور اہلحدیث ص ۴۸۲ نمبر ۹ مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۰/۱)
الجواب:

لیث بن ابی سلیم جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، قال البوصیری: " **هذا إسنـاد ضـعيف ، ليـث هو ابن أبي سليم ضعفه الجمهور** "(سنن ابن ماجہ:۲۰۸ مع زوائد البوصیری)

لیثِ مذکور پر جرح کے لیے دیکھئے تھذیب التھذیب وکتب اسماء الرجال اور سرفراز خان صفدر دیوبندی کی کتاب "احسن الکلام"(ج ۲ ص ۱۲۸ طبع باردوم، عنوان تیسرا باب، آثار صحابہ وتابعین وغیرھم)

لیث بن ابی سلیم مدلس ہے۔(مجمع الزوائد للبیہقی ج ۱ ص ۸۳ ، کتاب مشاہیر علماء الامصار لابن حبان ص ۱۴۶ ت: ۱۱۵۳)اور یہ روایت معنعن ہے لہذا ضعیف ومردود ہے۔

اس کے علاوہ بعض الناس نے کچھ غیر متعلق روایات لکھ کر ملا مرغینانی (صاحب الھدایہ) وغیرہ کے اقوال اہلحدیث کے خلاف پیش کیے ہیں۔(دیکھئے حدیث اور اہلحدیث ص ۴۸۳)

سبحان اللہ! کیا خیال ہے اگر اہلحدیث کے خلاف مونگ پھلی استاد، پیالی ملا، گبین استاد، کابل ملا وغیرہ کے اقوال و افعال پیش کیے جائیں تو کیسا رہے گا؟!

مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی دیوبندی نے جو روایات اس سلسلے میں لکھی ہیں ان پر تبصرہ اس مضمون میں آ گیا ہے۔اس نام نہاد مفتی نے صرف ایک اضافہ کیا ہے۔

صادق آبادی:"اور امام حسن بصری کا بھی عورت کی نماز کے متعلق یہی فتویٰ ہے"

(خواتین کا اسلام/روزنامہ اسلام، ۱۸۔اکتوبر ۲۰۰۳ء ص ۴ بحوالہ ابن ابی شیبہ)

الجواب: یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں "ابن المبارک عن ہشام عن الحسن" کی سند سے مروی ہے۔ (۲۷۰/۱ ح ۲۷۸۱)

ہشام بن حسان مدلس راوی ہیں(طبقات المدلسین، المرتبہ الثالثہ ۳/۱۱۰)اور یہ روایت معنعن ہے۔لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

آلِ تقلید کا ایک بہت بڑا جھوٹ

امین اوکاڑوی دیوبندی صاحب کے ممدوحین نے مردوں اور عورتوں کے طریقۂ نماز میں فرق ثابت کرنے کے لیے لکھا ہے کہ:

"**قال أبو بكر بن أبى شيبة سمعت عطاء سئل عن المرأة كيف ترفع يديها فى الصلوة قال: حذو ثدييها ...**

ترجمہ: امام بخاری کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا وہ نماز میں ہاتھ کیسے اٹھائے تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی چھاتیوں تک۔۔۔(المصنف لابی بکر بن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹)"

(مجموعہ رسائل اوکاڑوی، ج ۲ص ۹۶ طبع اول جون ۱۹۹۳ء وتجلیات صفدر مطبوعات مکتبہ امدادیہ ملتان ج ۵ص ۱۱۰)

الجواب: مصنف ابن ابی شیبہ میں لکھا ہوا ہے کہ:

"حدثنا هشيم قال: أنا شيخ لنا قال : سمعت عطاء سئل عن المرأة كيف ترفع يديها فى الصلوة قال حذو ثدييها " (ج ۱ص ۲۳۹ ح ۲۴۷۱)

معلوم ہوا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور عطاء (متوفی ۱۱۴ھ) کے درمیان دو واسطے ہیں جن میں سے ایک واسطہ "شیخ لنا" مجہول ہے جسے ایک خاص مقصد کے لیے اوکاڑوی صاحب کے ممدوحین نے گرادیا ہے تاکہ سند کا ضعیف ہونا واضح نہ ہو جائے۔

محمد تقی عثمانی دیوبندی صاحب وغیرہ کے مصدقہ فتویٰ میں لکھا ہوا ہے کہ:

"اور ایک تابعی کا عمل اگرچہ اصول کے مخالف نہ بھی ہو تب بھی اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا"

(مجموعہ رسائل ۹۹/۲ وتجلیات صفدر ۱۱۳/۵)

اس فتویٰ کے ذمہ دار درج ذیل حضرات ہیں:

(۱) امین اوکاڑوی (۲) محمد تقی عثمانی (۳) محمد بدر عالم صدیقی (۴) محمد رفیع عثمانی وغیرہم

عرض ہے کہ آپ لوگ تابعین کے اقوال کیوں پیش کر رہے ہیں؟

اہلِ حدیث کے دلائل پر اعتراضات

اہل حدیث کے نزدیک سینے پر ہاتھ باندھنے، رکوع، سجود اور نماز میں بیٹھنے وغیرہ میں مردوں اور عورتوں کا طریقۂ نماز ایک جیسا ہے کیونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" صلوا كما رأيتموني أصلي" نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔ (البخاری:۶۳۱)

اس حدیث کے مفہوم پر آلِ تقلید نے بہت اعتراضات کیے ہیں، لیکن دیوبندی مفتی صاحبان کے مصدقہ فتوے میں لکھا ہوا ہے کہ:

"اس روایت میں کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کی عمومیت میں مرد وعورت سمیت پوری امت شریک ہے اور پوری امت پر لازم ہے کہ جو طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ہے وہی طریقہ پوری امت کا ہو لیکن یہ واضح ہو کہ اس عمومیت پر عمل اس وقت تک ہی ضروری ہے جب تک کوئی شرعی دلیل اس کے معارض نہ ہو۔۔" (مجموعہ رسائل ج ۲ص ۱۰۱ وتجلیات صفدر ج ۵ص ۱۱۴،۱۱۵)

عرض ہے کہ گذشتہ صفحات میں آپ نے بالتفصیل پڑھ لیا ہے کہ عورت کے علیحدہ طریقۂ نماز کی تخصیص پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔

مشہور صحابیٔ رسول ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی ام الدرداء (هجيمة تابعية رحمها الله) کے بارے میں ان کے شاگرد (امام) مکحول الشامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: " أن أم الدرداء كانت تجلس فى الصلوة كجلسة الرجل "

بے شک ام الدرداء (رحمہا اللہ) نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۰/۱ ح ۲۷۸۵ و عمدۃ القاری ۱۰۱/۶ و سندہ قوی، التاریخ الصغیر للبخاری ۲۲۳/۱ تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۱۷/۷۴ و تغلیق التعلیق ۳۲۹/۲)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: " وكانت أم الدرداء تجلس في صلاتها جلسة الرجل و كانت فقيهة "
اور ام الدرداء (رحمہا اللہ) اپنی نماز میں مرد کی طرح بیٹھتی تھیں اور وہ فقیہہ (یعنی فقیہ) تھیں (صحیح البخاری قبل ح: ۸۲۷)

کیا خیال ہے سیدنا ابوالدرداء کی فقیہہ بیوی ام الدرداء رحمہا اللہ نے نماز کا طریقہ کس سے سیکھا تھا؟

ام الدرداء تابعیہ کے اس عمل کی تائید ابراہیم نخعی (تابعی صغیر) کے قول سے بھی ہوتی ہے۔

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: " تقعد المرأة فی الصلوة کما یقعد الرجل " عورت نماز میں اس طرح بیٹھے جیسے مرد بیٹھتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۰/۱ ح ۲۷۸۸ و سندہ صحیح)

امام ابوحنیفہ کے استاد حماد (بن ابی سلیمان) فرماتے ہیں کہ: " تقعد کیف شاءت " عورت کی جیسے مرضی ہو (نماز میں) بیٹھے۔ (ابن ابی شیبہ ۲۷۱/۱ ح ۲۷۹۰ و سندہ صحیح)

عطاء بن ابی رباح (تابعی) کا قول اس مضمون کے شروع میں گزر چکا ہے کہ "عورت کی ہیئت مرد کی طرح نہیں ہے اگر وہ (عورت) اسے ترک کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے" (دیکھئے جواب روایت نمبر۲، ص۳)

معلوم ہوا کہ آل تقلید حضرات مرد و عورت کے طریقہ نماز میں جس اختلاف کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں وہ بہ اجماع تابعین باطل ہے۔

تنبیہ: اس مضمون میں آل تقلید کے تمام دریافت شدہ شبہات کا جواب آ گیا ہے والحمدللہ

خلاصۃ التحقیق: مرد و عورت کی نماز میں یہ فرق کرنا کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھے اور عورت سینے پر، مرد سجدوں میں کہنیاں زمین سے اٹھائے اور عورت اپنی کہنیاں زمین سے ملالے وغیرہ فروق قرآن و حدیث و اجماع سے قطعاً ثابت نہیں ہیں۔ قرآن و حدیث سے جو فرق ثابت ہے اسے اہلِ حدیث علماء و عوام سر آنکھوں پر رکھتے ہیں مثلاً: عورت کے لیے دوپٹے کا ضروری ہونا، بھولنے والے امام کو تسبیح کے بجائے ہاتھ پر ہاتھ مار کر تنبیہ کرنا وغیرہ،

فائدہ: الشیخ الفقیہ محمد بن الصالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" فالقول الراجح: أن المرأة تصنع كما يصنع الرجل في كل شيً ، فترفع يديها وتجافي وتمد الظهر فی حال الركوع وترفع بطنها عن الفخذين و الفخذين عن الساقين في حال السجود"

پس راجح قول (یہ) ہے کہ: عورت بھی (نماز کی) ہر چیز میں اسی طرح کرے گی جس طرح مرد کرتا ہے۔ وہ رفع یدین کرے گی (ہاتھوں کو پہلوؤں سے) دور رکھے گی، رکوع میں اپنی پیٹھ سیدھی کرے گی، حالتِ سجدہ میں اپنے پیٹ کو رانوں سے دور اور رانوں کو پنڈلیوں سے ہٹا کر رکھے گی (الشرح الممتع علی زاد المستقنع ج۳ ص۲۱۹ طبع دار ابن الجوزی)

وما علینا إلا البلاغ (۱۱/صفر ۱۴۲۶ھ)

ابوالبدر ارشاد الحق اثری